www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیام

از سیدہ انعم بخاری

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

وہ سب کی سب رات حیام کے کمرے میں ہی سو گئیں تھیں۔ منال، حیام کے ساتھ بیڈ پر جبکہ کرن فرشی قالین پر بستر بچھا کر خوابِ خرگوش کے مزے لے رہی تھی اور مناہل کمرے میں موجود واحد صوفے پر سوئی ہوئی تھی۔ فجر کی آذان شروع ہوتے ہی حیام کی آنکھ معمول کے مطابق کھل گئی۔ سامنے منال کا چہرہ دیکھ مسکرانے لگی۔ اتنے تھوڑے سے عرصے میں وہ حیام کو کتنی پیاری ہو گئی تھی۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ منال کی بھی آنکھ کھل گئی۔ حیام کو اپنی جانب مسکراتا دیکھ وہ بھی مسکرانے لگی۔

"یوں کیوں مسکرا رہی ہو؟"

دور فجر کی آذان ہو چکی تھی لیکن وہ دونوں اب بھی جوں کی توں لیٹی تھیں، شاید رات دیر تک جاگنے کی بدولت۔

"یوں ہی، کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔"

"کیا سوچ رہی تھی؟" منال نے آنکھیں چھوٹی کر سوال پوچھا۔

"یہی کہ اگر تم لڑکا ہوتی تو شاید مجھے تم سے دوسری محبت ہو جاتی۔" حیام ہنستے ہوئے اُٹھ بیٹھی اور بیڈ سے ٹیک لگا کر چھت کو تکنے لگی۔ بیڈ کے ارد گرد سفید پردے ہوا سے

جھول رہے تھے۔

"کیا پہلی محبت کے بعد دوسری محبت ہو جاتی ہے؟" منال نے اُس کے چہرے کے تاثرات جانچتے ہوئے سوال کیا۔

"معلوم نہیں، لیکن اب لگتا ہے کہ ہو جاتی ہے۔"

"وہ کیوں؟"

"دیکھو نا! جس سے پہلی محبت ہوتی ہے وہ نہ ملے تو زندگی تنگ ہونے کا گمان ضرور ہوتا ہے لیکن ہوتا کچھ بھی نہیں، وہ شخص ملتا بھی نہیں۔ایک نہ ایک دن کوئی دوسرا مجبوری کے نام پر، تو کبھی ماں باپ کی عزت کے نام پر آپکی زندگی میں شامل ہو جاتا ہے۔ پھر انسان اُسے خدا کی رضا سمجھ کر قبول کر لیتا ہے۔کچھ پہلی محبت کو سینے سے لگا کر ہی خوشیوں کی تلاش میں دوسرے کا ہاتھ تھام لیتے ہیں، تو کچھ اُسے دوسری محبت کا لیبل لگا دیتے ہیں۔ تو ہو جاتی ہے نا پھر سے محبت؟"

"میں بتاؤں کچھ؟"

"کیا بتاؤ گی؟" حیام نے چھت سے نظریں ہٹا کر منال کو دیکھا۔

"وہی جو تم سوچ رہی ہو لیکن تمہارے الفاظوں میں اُس کی جھلک تک نہیں۔۔"

"کیا اول فول بولے جا رہی ہو؟ میں وہی بول رہی ہوں جو سوچ رہی ہوں۔" اب کے حیام نگاہیں پھیر گئی۔

"تم سوچ رہی ہو کہ لعنت ہو ایسی محبت پر، جس کے بعد دوسری محبت ہو جائے اور تھوں ہے ایسی ہر مجبوری پر، جس کے بعد دوسری محبت کا لیبل اُٹھانا پڑے۔ تمہارا دل تمہیں چیخ چیخ کر ہر روز یہ بتاتا ہے کہ تم اب ہر محبت کے لیے ناکارہ ہو گئی ہو۔ محبت تو انسان ایک بار ہی کرتا ہے۔ فرق بس اتنا ہے کہ کچھ لوگوں کی محبت یکطرفہ ہوتی ہے، کچھ لوگوں کی دوطرفہ اور۔۔۔" حیام کے چہرے کے بدلتے رنگوں سے وہ خوب واقف تھی۔

"اور؟" حیام کے پوچھنے پر اب کی بار منال مسکراتے ہوئے اُٹھ بیٹھی۔

"اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ یکطرفہ اور دوطرفہ محبت کا فلسفہ تمہارا لوگوں سے بہت مختلف ہے۔ دنیا کہتی ہے کہ محبت دوطرفہ ہوتی ہے اور مل جاتی ہے، عشق یکطرفہ ہوتا ہے اور قربان ہو جاتا ہے۔ لیکن تم کہتی ہو کہ محبت یکطرفہ ہوتی ہے، لوگ بچھڑتے رہتے ہیں جب تک کہ دو امن پسند روحوں کا ملاپ نہ ہو جائے۔ محبت کی اینڈینگ، اُس

کا اختتام ہمیشہ خوبصورت ہوتا ہے۔ لیکن جو یہ عشق ہوتا ہے نا، یہ دو طرفہ ہوتا ہے۔ یونہی تو نہیں اسکی تاثیر کالے جادو کی سی طاقتور ہوتی ہے۔ دو روحیں، ایسی روحیں جو بچھڑ کر بھی خود کو ڈھونڈ لیتی ہیں، وہ جو کبھی ایک دوسرے کی نہیں ہوتیں لیکن مر کر بھی ایک دوسرے سے جُڑی رہتی ہیں۔۔اور وہ مرنا، مر جانا نہیں ہوتا۔۔۔فقط روح کی موت ہوتا ہے۔"

حیام کے چہرے پر حیرانی واضح تھی۔

"تم۔۔۔" منال نے حیام کی بات کاٹ دی۔

"تم۔۔۔تم نے کبھی خود کو آئینے میں غور سے دیکھا ہے؟"

"کیوں؟"

"تم مر گئی ہو۔" منال کی بات پر حیام ہنس دی۔ وہ ہنسی خوف سے بھرپور تھی۔

"میں زندہ۔۔۔۔ہوں۔"

"تمہیں خود بھی یقین نہیں۔ تم تو زندہ ہو حیام لیکن تمہاری روح مر چکی ہے۔ تم محبت کو کہیں بہت پیچھے چھوڑ آئی ہو۔ غور سے خود کو دیکھو، آنکھیں بند کر اپنے ارد گرد کی دنیا

کو محسوس کرو، تم اس زمین کی نہیں ہو۔۔اس زمین کے لوگ بہت ظالم ہیں اور تم مہربان روح ہو، جس کا اندر اور باہر بے حد شفاف ہے۔"

حیام جو کہ منال کی باتوں پر آنکھیں موندے سچ میں کھو گئی تھی، آنکھیں کھولتی منال کو تکنے لگی۔اب کی بار حیام کی پلکیں نم تھیں۔

"تم غلط سمجھی ہو۔میں عشق کی منزل پر چلنے والے مسافروں میں سے نہیں ہوں، میں محبت کی بھی سب سے نچلی سطح پر ہوں۔میری روح ابھی اپنی پسندیدہ آماجگاہ کی متلاشی ہے۔" منال اُس کی بات پر کھل کر ہنسی۔

"تم انجان بننا چاہو تو شوق سے بنو، خود کو تکلیف دینا چاہو تو چاہے سے دو لیکن آنسو بہاؤ گی تو اس عمل کی اجازت میں تمہیں ہر گز نہیں دوں گی۔آج تمہیں یہ بتا دیتی ہوں اور تم اسے حفظ کر لو کہ آرز حسن تم سے چاہ کر بھی منہ نہیں موڑ سکتا۔وہ انسان تمہارے چہرے پر محبت سے انکاری ہو گیا ہے اور بیشک وہ زندگی بھر انکاری رہے، تم جان لو کہ وہ خود سے انکاری نہیں ہو سکتا۔اُس انسان کی روح تمہاری اسیر ہے۔تم دونوں ہر مرتبہ، ہر حالات، ہر مشکل کے بعد بھی ایک دوسرے کو پا لو گے، دیکھ لینا۔"

حیام کے وجود میں وہ تمام باتیں سکون گھول رہیں تھیں لیکن وہ ان میٹھی باتوں میں ڈوبنا نہیں چاہتی تھی۔

"تم اُٹھ جاؤ، فجر میں دیر ہو گئی ہے۔ میں ان دونوں کو بھی اُٹھا دیتی ہوں، تب تک تم فریش ہو جاؤ۔۔" حیام سر ہلاتی اپنے پاؤں گھسیٹتے اُٹھ گئی۔ اُس کا ذہن ماؤف ہو چکا تھا جبکہ منال اب کرن اور مناہل کو اُٹھا رہی تھی۔

شہر میں بھی نئی صبح نکھری نکھری سی معلوم ہوتی تھی۔ آج تو سورج کی گرمی میں بھی زور کچھ کم تھا۔ آرزا اپنے کمرے میں آفس کے لیے تیار کھڑا فون پر ای میلز چھانٹ رہا تھا۔

"تجھے کسی بھی چیز کی ضرورت ہو، تو وعدہ کر مجھے سب سے پہلے بتائے گا۔" شاہ میر جو کہ بیڈ پر بیگ رکھے اپنا سامان سمیٹ رہا تھا، ساتھ ساتھ پچھلے ایک گھنٹے سے نجانے آرز سے کتنے وعدے لے چکا تھا۔

"ہاں، میرے یار!! وعدہ، وعدہ، پکا وعدہ۔ اب تو نجانے کتنے وعدے لے چکا ہے تو کہ مجھے یاد بھی نہیں۔ ایک بات بتا، یہ وعدہ تو نہیں لیا کہیں تو نے کہ میں سانس بھی لوں تو

تجھے خبر کر دوں؟"آرز کے مذاق پر شاہ میر نے اُسے ناراض نظروں سے دیکھا۔وہ اُس کے لیے فکر مند تھا اور اُسے کوئی خیال ہی نہ تھا۔

"اچھا! اب یوں روٹھی ہوئی محبوبہ کی طرح مت دیکھ مجھے۔کہا ہے نا کہ کچھ ہوا تو بتاؤں گا؟"شاہ میر اپنا بیگ پیک کر چکا تھا۔سیدھا ہو کر آرز کو تکتے ہوئے بولنے لگا۔

"مجھے چھوڑ۔۔۔گاؤں میں جو ایک عدد روٹھی ہوئی محبوبہ چھوڑ کر آیا ہے،اُسکا کیا کرنا ہے؟"حیام کے ذکر پر آرز کے تاثرات سخت ہوئے۔

"تو چلنے کے لیے تیار ہے تو چل ساتھ ہی نکلتے ہیں۔ورنہ میں چلتا ہوں،ضروری میٹنگ ہے۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ میر اُسے خاموش نظروں سے کچھ دیر دیکھتا رہا،پھر اپنا سامان اُٹھا کر اُسے ایک طرف کرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔آرز گہری سانس خارج کرتا اُسکے پیچھے ہی چل دیا۔ سب گھر والوں سے مل کر وہ باہر اپنی گاڑی تک آیا اور پچھلا دروازہ کھول کر سامان رکھا اس سے پہلے کہ وہ چلا جاتا،آرز نے اُسے بازو سے پکڑ اپنے مقابل کھڑا کیا۔

"اب تجھے کیا ہوا ہے؟

"تو تو جانتا ہی نہیں جیسے۔۔"وہ سچ مچ ناراض ہو گیا تھا۔

"تو جانتا ہے شاہ میر! آج تک ہم دونوں میں کبھی کوئی ناراضگی نہیں ہوئی اور اب ہم کسی دوسرے کے لیے۔۔۔" شاہ میر نے ہاتھ اُٹھا کر اُسے بولنے سے روکا۔

"تو اُسے دوسروں میں شامل کر کے مجھے مزید تکلیف دے رہا ہے۔ بچپن میں ہم دونوں نے ایک وعدہ کیا تھا کہ کبھی ایک دوسرے کے مخالف کھڑے نہیں ہوں گے۔ اسی لیے گاؤں میں اپنی بہن سے بھی وعدہ کر آیا تھا کہ اُسکے مخالفین میں شامل نہیں ہوں گا۔ میں سمجھا تھا کہ تو اُسکے برابر میں کھڑا ہے، بس اُسکے دیکھنے میں فرق ہے۔ وہ چہرہ موڑ کر دیکھتی ہے تجھے تو تو مخالف ہی نظر آتا ہے۔ اُس دن تو گاؤں گیا تھا، اُسکے سامنے کھڑا تھا تو مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ میں غلط تھا اور وہ ٹھیک کہتی تھی۔ کوئی اُسکا یقین نہیں کرتا لیکن اُس دن ہی تیرے پیچھے حویلی سے نکلتے ایک وعدہ میں نے خود سے بھی کیا تھا کہ اُسے اپنی بہن کہا ہے تو اپنا کیا وعدہ نبھاؤں گا چاہے سے وہ غلط ہو لیکن شکر ہے کہ تو غلط ہے۔ اُس سے کیا وعدہ ہر قیمت پر وفا کرنا ہے مجھے، اس لیے تجھ سے کیا وعدہ آج توڑ رہا ہوں میں۔"

شاہ میر کے کہنے کی دیر تھی کہ آرز کی گرفت اُس کے بازو پر کمزور ہو گئی۔

"میں سمجھا تھا کہ تو سمجھتا ہے مجھے۔۔۔ میرا دوست، میرا بھائی ہے لیکن تو میرا کچھ نہیں لگتا، آج جانا ہوں یہ۔۔۔" شاہ میر نے نگاہیں پھیر لیں۔ دونوں کی آنکھیں نم تھیں لیکن آنسو بہتے ہی نہ تھے۔

"توجو کہنا چاہتا ہے کہہ دے، میں سُن لوں گا۔۔تو جو سمجھنا چاہتا ہے سمجھ لے، میں ایک دن تجھے سب سمجھادوں گا لیکن ابھی اس وقت میں تیرا ساتھ نہیں دے سکتا۔"

آرز کا ہاتھ خود پر سے ہٹاتا، وہ گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول اندر بیٹھ گیا۔اُسے ایک نظر دیکھ وہ بخاری ہاؤس کی سرحد پار کر گیا۔وہ جا چکا تھا، شاید اُس کا چلے جانا ہی بہتر تھا۔

وہ پچھلے برآمدے میں اماں بیگم کی گود میں سر ٹکائے لیٹی تھی۔سیاہ رنگ لباس اوڑھے اُسکا چہرہ روشن تھا حتیٰ کہ اُسکا رنگ پہلے سے کملا گیا تھا لیکن پھر بھی وہ دودھیا رنگت سمیٹے ہوئے تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بس کر دے اب کتنے عرصے سوگ منائے گی؟ یہ سفید اور کالے رنگ کے سوا بھی کچھ پہنا کر۔" حیام مسکرائی۔

"دل نہیں چاہتا۔" وہ شاید اب بھی منال کی باتوں کے زیرِ اثر تھی۔کچھ سوچ کر وہ اُٹھی اور گھوم کر اماں بیگم کو تکنے لگی۔

"کچھ مانگنا چاہیے ہے؟" حیام نے سرہاں میں ہلایا۔

"بول۔۔۔۔"

"مجھے باجی بیگم سے ملنا ہے۔"

"رہنے دے، واپس لیٹ جا۔" حیام نے آگے ہو کر اماں بیگم کے ہاتھ تھام معصوم شکل بنائی۔

"پلیز۔۔۔۔"

"وہ نہ ملے گی تجھ سے۔۔۔وہ جانتی ہے کہ اتنے مہینوں سے تو یہاں ہے لیکن اب تک تجھ سے نہ ملی تو سمجھ جا، نہیں ملنا چاہوے ہے۔"

"آپ مجھے اجازت دے دیں کہ اُن سے مل لوں، پھر اگر میں اُنہیں راضی نہ کر سکی تو آ جاؤں گی واپس۔ اُنکے کمرے میں جانے کا کبھی ذکر تک نہیں کروں گی۔" اماں بیگم تذبذب کے عالم میں اُسے کچھ دیر دیکھتی رہیں اور بولیں۔

"ٹھیک ہے، چلی جائیں۔" اُنکے اجازت دیتے ہی حیام فوراً اُٹھ کر چلنے لگی تو اماں بیگم نے اُسے بازو سے کھینچ واپس بٹھایا۔

"ابھی مت جا، صبح فجر کے بعد جائیں۔ تھوڑی پر سکون ہو گی تو شاید آنے دے تجھے۔"

حیام اثبات میں سر ہلاتی واپس اپنی پہلی سی حالت میں اماں کی گود میں سر رکھ لیٹ گئی۔

"آپکو پتہ ہے جب میں شہر میں ہوا کرتی تھی تو مجھے بہت عادت تھی، میں کان میں ٹوپس یا جھمکے کچھ بھی، ہاتھوں میں بھر بھر کر چوڑیاں اور انگوٹھی تو لازماً پہن کر رکھتی تھی۔اماں مجھے ہمیشہ کہتی تھیں کہ کچھ تو چھوڑ دو جو تم شادی کے بعد کر لو، اپنے سارے شوق پہلے ہی پورے کر لو گی کیا؟اور میں کہتی تھی کہ اماں وقت کے ساتھ ساتھ انسان کے شوق بدلتے رہتے ہیں۔میں نہیں چاہتی کہ میرے شوق بدل جائیں اور مجھے یہ افسوس رہے کہ میں نے کچھ کیا ہی نہیں۔"

"تو پھر اب کیوں نہیں پہنتی؟شوق بدل گئے تیرے؟"

"نہیں،شوق تو اب بھی ویسے ہی ہیں لیکن دل بدل گیا ہے نامیرا۔اب شوق پھر سے پورے کر بھی لوں تو دل تو خائف ہی رہے گا نا؟"اماں مسلسل اُس کے بالوں میں اپنی انگلیاں چلا رہیں تھیں۔

"تو جب آئی تھی تو یہ بال بھی کھول کر رکھتی تھی، یہ عادت کیوں بدل دی؟"اماں اُس کے چہرے کو تکتیں سوال کر رہی تھیں۔

"کہا ہے نا، دل بدل گیا ہے میرا۔۔۔"

"چل اُٹھ کر بیٹھ۔۔"

"کیوں ؟" حیام نے لیٹے ہوئے ہی اپنا چہرہ پیچھے کو کر سوال کیا۔

"اُٹھ تو سہی۔۔۔" حیام کے اُٹھتے ساتھ ہی اماں بیگم نے اپنے کانوں میں موجود چھوٹی سی بالیاں جن کے نیچے ننھا سا ستارہ لٹکتا تھا، اُتار کر حیام کو تھما دیں۔

"اب کیا دیکھتی رہے گی یا پہنے گی بھی ؟"

"یہ سونے کی ہیں نا؟"

"ہاں، میری ماں کی ہیں۔ اُنہوں نے مجھے دیں تھیں، ساری زندگی دل کے قریب سجا کر رکھیں۔ اب تو سنبھال لے انہیں۔ میں تھک گئی ہوں انکی چاکری کرتے کرتے۔"

"اماں !! میں یہ نہیں لے سکتی۔" حیام نے وہ اُنہیں واپس تھمانی چاہیں لیکن وہ بھی اماں تھیں۔ اماں کے گھورنے پر وہ خاموش ہو گئی اور مجبوراً وہ ننھی بالیاں پہن لیں۔

"اب یہ پہن لیں ہیں تو سمجھ دل تیرا پہلے سا ہو رہا ہے۔ اسکے لیے آسانیاں پیدا کر، دوست بن اپنی، دشمن نہ بن۔۔۔۔"

حیام اماں کی اس حرکت کو اب سمجھی تھی۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن بشیر ابی آ گئیں۔

"اماں بیگم ! شہر سے چھوٹے شاہ آ گئے ہیں۔ وہ آپ سے ملنے ادھر ہی آ رہے ہیں۔"

"اچھا، تو جا۔۔ کھانا لگانے کی تیاری کر، ایسا کر ادھر ہی میز سجا دے۔ جا جلدی۔۔"

شاہ میر کا نام سُن کر اماں کا چہرہ کھل گیا تھا۔ حیام نے جلدی سے خود کو سمیٹا اور ڈوپٹہ پھیلا کر سر پر اوڑھا۔ کچھ ہی لمحے گزرے تھے کہ شاہ میر مسکراتا ہوا برآمدے میں چلا آیا۔

"سلام، اماں۔۔" اُسے دیکھ اماں کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ وہ سیدھا آ کر اُنکے گلے لگ گیا۔ نجانے کتنی ہی دیر وہ اُن سے گلے لگا رہا۔ الگ ہوتے ہی حیام کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار دیا اور اماں کے ہاتھ تھام وہیں تخت پر بیٹھ گیا۔ اماں اُسے بتا رہی تھیں کہ اُنہوں نے اُسے کتنا یاد کیا۔ اُسکے پیچھے حویلی میں کیا کیا ہوتا رہا۔ حیام مسکرا کر وہاں سے خاموشی سے اُٹھ آئی تھی۔

دوپہر کے کھانے کے بعد ایک مرتبہ سب پھر پچھلے برآمدے میں موجود تھے سوائے منال کے۔ حیام اماں بیگم کے تخت پوش کے آگے زمین پر کرن کے ساتھ بیٹھی تھی۔ خالدہ بیگم اماں کے ساتھ تخت پوش پر تھیں جبکہ نفیسہ بیگم ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھی

تھیں۔ سامنے رکھی میز کے گرد پڑی کرسیوں پر شاہ میر کے ساتھ مناہل ٹک کر بیٹھی تھی۔ شاہ میر، شاہ ویر کو اُٹھائے اُس سے باتیں کر رہا تھا جس پر سب مسکرا رہے تھے۔

"حیام۔۔۔" کچھ یاد آنے پر شاہ میر نے حیام کو متوجہ کیا۔

"جی بھائی۔۔۔" دوپٹہ سر پر ٹکائے وہ اسکی جانب متوجہ ہوئی۔ ہاں، وہ اب ڈوپٹے کی احتیاط کرتی تھی لیکن چہرہ وہ اب بھی نہ ڈھانپتی تھی۔ خیر چہرہ تو کوئی لڑکی بھی شاہ میر سے نہ چھپاتی لیکن ملازماؤں کے سامنے زرا عزت کا خیال کیا جاتا تھا۔

"یاد ہی نہیں رہا پہلے بھی آیا تھا گھر تو بھول گیا تھا۔ تمہاری امانت میری گاڑی میں پڑی ہے۔"

"کون سی امانت؟" اُسے تو اب یاد تک نہ تھا۔

"تم نے مجھ سے شال منگوائی تھی، یاد ہے نا؟"

"اوہ، ہاں! شکریہ۔۔۔" وہ مسکرا کر واپس چہرہ جھکا گئی۔

"ویسے حیام، تمہاری سالگرہ کب آتی ہے؟" کرن کی جانب سے اس غیر متوقع سوال پر حیام نے اُسے حیرانی سے دیکھا۔

"کیا مطلب؟ تمہیں یوں یکدم میری سالگرہ کا خیال کیسے آ گیا؟"

"یونہی۔۔۔شاہ میر بھائی کی سالگرہ آ رہی ہے نا ایک ہفتے بعد تو اسی لیے پوچھ لیا۔"

"اچھا!! ہم سیلیبریٹ کریں گے نا؟"

"معلوم نہیں، اگر تو یہ جناب ہمیں اجازت دے دیں تو سوچا جا سکتا ہے۔" کرن نے شاہ میر کی جانب اشارہ کرتے کہا تو حیام نے اُسکی جانب دیکھا، وہ پہلے ہی سے حیام کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ دے ہی نہ دے اجازت تم لوگوں کو لڑکیوں، میں اجازت دے رہی ہوں جو جی چاہے کرنا۔" خالدہ بیگم نے خود ہی اُنکی مشکل آسان کر دی جس پر منا ہل اور کرن نے دل ہی دل اُنکو دعائیں دیں تھیں۔ اب اتنا تو اُن لڑکیوں کا حق تھا کہ چار دیواری میں قید جو چاہے کرتیں۔

"حیام! تم نے تو بتایا ہی نہیں کہ تمہاری سالگرہ کب آتی ہے؟" نفیسہ بیگم نے سب کو واپس حیام کی جانب متوجہ کیا۔

"مجھے سالگرہ منانا پسند نہیں ہے تو کیا فرق پڑتا ہے کہ کب آتی ہے سالگرہ اور کب

نہیں؟" حیام جواب دیتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں منال کو دیکھ کر آتی ہوں، ابھی تک چائے لے کر نہیں آئی۔" حیام کے جاتے ہی شاہ میر نے کرن کو مخاطب کیا۔

"ابھی کچھ وقت ہے ان محترمہ کی سالگرہ میں، تب تک امید ہے کہ شہر سے سب یہیں آجائیں گے پھر کریں گے کچھ۔۔۔" جس پر مناہل اور کرن محض سر ہلا کر رہ گئیں۔ کچھ دیر بعد منال نے بشیر ابی کے ہاتھ چائے کے لوازمات سے بھری ٹرے بر آمدے میں بھجوادی تھی۔ وہ خود نہ آئی تھی یقیناً حیام کے ساتھ تھی۔ بس پھر کیا تھا مناہل اور کرن، وہ کیسے پیچھے رہ سکتیں تھیں؟ اُٹھ کر اُنکے پیچھے ہو لیں جبکہ باقی بڑے شہر کے متعلق باتیں کرنے لگے تھے۔

پریشے اس وقت باورچی خانے میں موجود کام کرنے میں مصروف تھی۔ اس سارے عرصے میں اُسی نے ہی سب کو سنبھالا تھا۔ وہ کام میں اس قدر مصروف تھی کہ اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ تک نہ سُن سکی۔

"پریشے۔۔" بازل کے پکارنے پر اُسکے ہاتھ میں موجود گلاس گر کر ٹوٹ گیا جس کی

کرچیاں پورے فرش پر بکھر گئیں۔

"یہ کیا کر دیا؟ کانچ لگی تو نہیں؟" بازل اب قریب آ کر احتیاط سے اُسکے پاؤں کا جائزہ لے رہا تھا۔

"نہیں، نہیں لگی۔۔ آپ ایسے خاموشی سے کیوں آئے تھے بھلا؟ ڈر گئی ہوں میں، حد ہوتی ہے۔" وہ الٹا اُسے سنانے لگی۔

"ہیں، ایسے ہی آتے ہیں اور کیسے آتے ہیں؟ اب میں آتے ہوئے راستے میں پڑی ہر چیز اُٹھا اُٹھا کر پٹخ تو نہیں سکتا نا کہ سارے جہان کو بادشاہ سلامت کی آمد سے آگاہی مل جائے۔" جوابا پَری نے اُسے گھور کر دیکھا تو وہ سیریس ہوا۔ حسن صاحب کے بعد یہ پہلی مرتبہ تھا جو وہ تھوڑا بہتر ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں کہنے آیا تھا کہ آفس جا رہا ہوں، میرے آنے تک تیار رہیے گا آپکو لے کر جانا ہے مجھے۔۔۔"

"کہاں جانا ہے؟" کانچ اب تک زمین پر یونہی بکھرا پڑا تھا۔

"خالہ کی طرف، جب سے رخصتی ہوئی آپ اُن سے ملنے نہیں گئی ہیں محترمہ!! وہ ہی امی سے ملنے آتی رہیں اور آپکو موقع بھی نہیں ملا اُن سے باتیں کرنے کا۔۔۔"

وہ اُسے آگاہ کر خاموشی سے جواب کا منتظر تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں وہاں جاکر کیا کروں گی؟"

"کیا مطلب کیا کریں گی؟ وہ آپ کا گھر ہے۔"

"میرا گھر اب یہ ہے بازل، وہ کبھی میرا گھر تھا ہی نہیں۔۔"وہ چہرہ جھکائے اُس کے سامنے کھڑی تھی۔

"لیکن وہاں رہنے والے تو آپکے اپنے ہیں نا؟"

"میں نہیں جانا چاہتی۔۔۔"

"پری!! خالہ نے جو کچھ کہا، جو کچھ کیا، میں کچھ نہیں بھولا ہوں لیکن میں پرانی باتوں کو فلحال درمیان میں نہیں لانا چاہتا کیونکہ اس سب سے میری ماں کو تکلیف ہو گی۔ میری ماں جس تکلیف سے اس وقت گزر رہی ہیں، میں مزید اُن پر ظلم نہیں کر سکتا۔ جب میں اُن باتوں کو محض کچھ دیر کے لیے دفن کر رہا ہوں تو پلیز تم اُنکو چھیڑ کر مجھے اذیت مت دینا۔ میں تمہیں شام میں چھوڑ آؤں گا، رات وہیں گزار لینا۔"

وہ اپنی کہہ کر چلا گیا تھا۔ حیام کا نام نہ بھی لیا جاتا تو اُس سے متعلق کوئی بھی بات بازل کو یونہی سخت مزاج بنا دیتی تھی۔ سرد آہ بھرتی اُس نے نظریں فرش پر کانچ کی جانب کیں۔ اُسے اب یہ سارا کام سمیٹنا تھا۔

شام ہونے کو آئی تھی۔ آفس سے نکل کر وہ لگاتار پچھلے پندرہ منٹ سے گاڑی ادھر اُدھر سڑکوں پر گھمار ہا تھا۔ گھر جانے کا اُسکا دل نہ تھا۔ آخر کار اُس نے گاڑی کا رخ قبرستان کی جانب موڑ دیا۔ قبرستان کے سامنے گاڑی روکتے ہی وہ کچھ دیر یونہی بیٹھا رہا، شاید دل ہی دل اپنے ابو سے جو باتیں کرنا تھیں اُنہیں ترتیب دے رہا تھا۔ گاڑی سے اتر کر سامنے ایک طرف کھلی چھوٹی سی پھولوں کی دکان سے پھول لیے اور اندر چلا گیا۔ اپنے باپ کی قبر پر پہنچتے ہی اُسکی آنکھوں میں نمی گھلنے لگی۔ اپنے باپ کے سرہانے بیٹھ کر اُن کی قبر کی مٹی پیار سے سہلانے لگا۔

حسن صاحب کی قبر کی مٹی نم تھی اور ایک طرف کو کچھ پھول پڑے تھے، وہ پھول تازہ نہ تھے لیکن بہت پرانے بھی نہ تھے۔ ضرور کل یا پرسوں بازل وہاں آیا تھا۔ وہ ایک مرتبہ پھر نئے تازہ لائے پھول قبر پر پھیلانے لگا۔ پھولوں کی خوشبو رفتہ رفتہ پھیل رہی تھی۔ اندھیرا ابھی ہر سو پھیل رہا تھا شاید تاریکی اور خوشبو مل کر ہی ماحول کو پراسراریت سے بھرپور بنا رہے تھے۔

"ابو۔۔۔۔" خاموشی۔۔۔۔۔۔۔

"ابو۔۔" وہ جیسے کوئی جواب چاہتا تھا لیکن اُسے جواب دینے والا اب زندہ نہ تھا۔

"آپکو معلوم ہے نا اُس دن میں بیٹھا تھا آپکے پاس؟ آپ سے معافی بھی مانگی تھی؟ بتایا تھا نا میں نے آپکو کہ میں اُسے غلط باتیں جان بوجھ کر نہیں بول کر آیا، بس غصے میں بول دیا سب کچھ؟؟" خاموشی۔۔۔۔۔۔۔

"وہ بھی تو کوئی لحاظ نہیں کرتی، آپ نے ہی اُسے سر پر چڑھایا تھا اب دیکھیں وہ سب کے سر پر ناچنا چاہتی ہے۔" وہ اداس مسکراہٹ مسکرانے لگا۔

"آپ چاہتے تھے کہ میں اُسے نہ چھوڑوں لیکن اب وہ نہیں چاہتی میرا ہاتھ تھامنا تو کیا کر سکتا ہوں میں؟ آپ مجھے یہ تو بتا کر ہی نہیں گئے کہ وہ نہیں مانے گی تو کیسے مناؤں گا اُسے؟" اُس کے ہاتھ مسلسل قبر کی مٹی میں رینگ رہے تھے۔

"مجھے تو اُسے منانا بھی نہیں آتا، یہ کام تو صرف آپ کر سکتے تھے۔۔" ایک آنسو اُس کی پلکوں کی باڑ توڑ کر بہہ نکلا جس کے پیچھے پیچھے آنسوؤں کا سمندر بہنے لگا۔

"وہ مان نہیں رہی تھی تو میں الٹا اُسے سخت باتیں سنا آیا کہ شاید وہ روک لے مجھے، شاید کہ وہ بھی مجھے کھونے سے ڈرتی ہو لیکن روکا ہی نہیں اُس نے۔ آپ فکر نہ کریں وہ روک لے گی مجھے، پکارے گی مجھے اور جب وہ پکارے گی نا مجھے، میں سب باتیں بھول کر اُس تک بھاگا بھاگا چلا جاؤں گا۔ میں انا کو درمیان میں نہیں لاؤں گا۔ اُسے تو یہی لگتا

ہے نا کہ میں انا میں قید، قیدی ہوں۔۔میں اُسے غلط ثابت کر دوں گا۔"

وہ دور آسمان کو تکتے باتیں کر رہا تھا۔

"اور اگر اُس نے مجھے نہ پکارا تو؟"اس سوال،اس سوچ پر آرز کا دل ڈوبنے لگا۔

"پھر میں کیا کروں گا،ابو؟میں کیا کروں گا؟"

وہ یہاں اپنے باپ کو تسلی دینے آیا تھا،اپنا دل ہلکا کرنے آیا تھا لیکن اُس کا اپنا دل بھاری ہو گیا تھا۔وہ اپنے باپ کو ایک نئی پریشانی دے جانا نہیں چاہتا تھا۔

"لیکن فکر نہ کریں۔اُس نے مڑ کر مجھے نہ دیکھا،کسی نئے ہاتھ کو تھام بھی لیا تو میں سائے کی طرح اُسکے ساتھ اُسکی خبر رکھوں گا۔اُس سے غافل نہیں رہوں گا۔"

ایک آخری نظر اپنے باپ کی قبر کو دیکھ وہ وہاں سے اُٹھ کر چلا گیا۔

وہ گھر آکر فریش ہو چکا تھا۔کھانا کھانے کا اُسکا دل نہیں تھا۔آج پھر وہ میز کا حصہ کھول کر بیٹھا تھا جہاں بہت سی یادیں تھیں،اُس نے چیزیں ادھر اُدھر کر اُس میں سے وہ خاکی ڈائری کھولی جو منگنی والے دن شاہ میر کو دکھائی تھی۔

پہلا صفحہ:

پہلی سالگرہ

گلابی رنگ گلاب

(Pink Rose)

خوشی کی علامت؛خوشی کی عمر دراز ہونے کی جو دعا دی گئی تھی، پھول کی پتیوں کے مرجھاتے ہی وہ بھی ماند پڑ گئی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوسرا صفحہ:

دوسری سالگرہ

صدابہار بیل (سفید پھول)

(Ivy Flower)

صدا رہنے والی دوستی کی علامت؛ بچپن کی دوستی کے نام جو خدا کرے کہ سلامت رہے۔

تیسرا صفحہ:

تیسری سالگرہ

لال رنگ گلاب

(Red Rose)

محبت کی علامت؛گلاب کی پنکھڑیاں مرجھا گئی تھیں لیکن محبت میں کمی نہیں آئی تھی۔

چوتھا صفحہ:

چوتھی سالگرہ

کالا للی

(Calla lily)

سفید سوسن کی نسل کا پودا

خوبصورتی اور خوش قسمتی کی علامت؛شاید دینے والے کا دل محبت کی خوبصورتی کا دعویٰ کرنا چاہتا تھا۔۔۔

پانچواں صفحہ:

پانچویں سالگرہ

سفید رنگ گلِ لہمی

(White Carnation)

معصوم اور پاک محبت کی نشانی؛دینے والے کی محبت بھی اسی پھول کی طرح پاک تھی،

بہت پاک۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چھٹا صفحہ:

چھٹی سالگرہ

صبح کا جلال پھول

(Morning Glory)

خیال اور فکر کی علامت؛وہ پھول دینے والی کی فکر اور محبت کا عکاسی تھا۔جہاں محبت ہو

وہاں خیال اور فکر تو ہر سو،ہر دم ہوتی ہے۔۔۔

ساتواں صفحہ:

ساتویں سالگرہ

گلابی آستر

(Pink Aster)

محبت کی نشانی؛ محبوب محب کو محبت کی جتنی نشانیاں دے وہ کم ہی ہوتیں ہیں، تو ایک اور سہی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آٹھواں صفحہ:

آٹھویں سالگرہ

سفید سوسن

(White Lily)

پاک ہونے کی علامت؛ وہ لمحہ بہ لمحہ خود کو یاد کرواتا تھا کہ وہ معصوم ہے، بہت معصوم۔
وہ اُس کی معصومیت محبت کی ڈور تھما کر ختم نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

نواں صفحہ:

نویں سالگرہ

گلِ چاندنی

(Gardenia)

خفیہ محبت کی علامت؛اس پندرہ سالہ لڑکے کی محبت اُس نو سال کی لڑکی کے لیے اب بھی دنیا سے مخفی تھی اور نجانے کب تک رہنا تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دسواں صفحہ:

دسویں سالگرہ

گلِ لالہ

(Yellow Tulip)

مسکراہٹ کی علامت؛ حسین مسکراہٹ جو کہ ہر دیکھنے والے کو کچھ پل ٹھہرنے پر مجبور کر دے۔۔۔

گیارہواں صفحہ:

گیارہویں سالگرہ

بوناسورج مکھی

(Dwarf Sunflower)

سراہنے کی علامت؛دینے والے کی آنکھیں محبوب کو دیکھ لمحہ بہ لمحہ چمکنے لگتی تھیں۔

محبوب کی ہر ادا پر جان نثار ہونا محب پر فرض ہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بارہواں صفحہ:

بارہویں سالگرہ

سورج مکھی

(Tall Sunflower)

مغروریت کی علامت؛حسن ہو اور محبوب مغرور نہ ہو تو تھوں ہے پھر ایسے حسن پر۔

تیرھواں صفحہ:

تیرھویں سالگرہ

گلِ خطمی

(Hibiscus)

نسوانیت کی علامت؛ محبوب کی خوبصورتی کو پھولوں کی زبان دینے کا ہنر بھی کیا خوبصورت عمل ہے۔۔۔

چودھواں صفحہ:

چودھویں سالگرہ

گولڈنروڈ

(Goldenrod)

خوش قسمتی کی علامت؛وہ لڑکی اپنے انجانے محبوب کے لیے خوش قسمت ثابت ہوتی تھی۔۔۔

پندرہواں صفحہ:

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پندرہویں سالگرہ

نرگسِ آبی

(Daffodil)

محبت میں بچھڑ جانے کی علامت؛ وہ اُسے خود سے دور کر دینے کی داستان رقم کرنا چاہتا تھا۔۔۔

سولہواں صفحہ:

سولہویں سالگرہ

سالویہ کا پھول

(Blue Salvia)

کسی کی یاد میں شفا ڈھونڈنے کی نشانی؛ وہ اُسے خود سے الگ کر، اُسے سوچ خود کو بکھرنے سے بچانا چاہتا تھا۔۔۔

سترھواں صفحہ:

سترھویں سالگرہ

سرخ سالویہ

(Red Salvia)

ہمیشہ ایک دوسرے کا رہنے کی نشانی؛شاید وہ اُسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ بچھڑ کر بھی ایک ہیں،جدا نہیں ہیں۔۔۔

اٹھارہواں صفحہ:

اٹھارہویں سالگرہ

سفید رنگ سہ شاخہ

(White Clover)

تحفظ کی علامت؛وہ اُس سے دو قدم پیچھے رہ کر بھی اُس کا تحفظ کرنا جانتا تھا۔۔۔

انیسواں صفحہ:

انیسویں سالگرہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بالچھڑ / سنبل کا پودا

(Heliotrope)

ابدی محبت کی نشانی؛اُس کی محبت آخری سانس تک زندہ رہنے والی تھی۔۔۔

بیسواں صفحہ:

بیسویں سالگرہ

لیوینڈر رنگ گلاب

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books

(Lavender Ross)

پہلی نظر میں محبت کی علامت؛وہ اُس لڑکی کو بتانا چاہتا تھا کہ وہ پہلی نظر میں ہی اُس کے دل میں گھر کر گئی تھی۔۔۔

اکیسواں صفحہ:

اکیسویں سالگرہ

عود الصلیب

(Peony Flower)

محبت اور عزت کی نشانی؛ وہ جتنی اُس لڑکی سے محبت کرتا تھا اُس سے کئی گنا زیادہ عزت کرتا تھا اُس کی۔۔۔

بائیسواں صفحہ:

بائیسویں سالگرہ

گلابی رنگ کیمیلیا پھول

(Pink Camellia)

کسی کو یاد کرنے کی علامت؛ وہ اُسے خود سے دور کر کے بھی یاد کرتا تھا۔ ایک یہی کام تو اُس کے بس میں تھا جو وہ دل سے کرتا تھا۔۔۔

تئیسواں صفحہ:

تئیسویں سالگرہ

سرخ رنگ کیمیلیا پھول

(Red Camellia)

دل میں رہنے کی علامت؛اُس لڑکی کا نام کسی انگارے کی صورت اس لڑکے کے دل میں جلتا تھا۔۔۔

چوبیسواں صفحہ :

چوبیسویں سالگرہ

سرخ رنگ گلِ لہمی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(Red Carnation)

دل دکھنے کی علامت؛اس کا دل اُس لڑکی کے لیے تڑپتا تھا،وہ اذیت میں تھا،بہت اذیت میں۔۔۔

کمرے میں تاریکی چھائی تھی۔آرزنے ہاتھ میں موجود ڈائری کا مزید ایک صفحہ پلٹا۔ آگے کے تمام صفحات خالی تھے۔وہ تمام پھول وہ تھے جو اُس نے حیام کے لیے لیے تھے،اُس کی ہر سالگرہ پر کوئی نیا پھول اور کوئی نیا جذبہ۔۔۔

کچھ پھول تو وہ اُسے دے چکا تھا لیکن اُس بچپن کی حیام کو اُن پھولوں کی قدر نہ تھی سو وہ

کسی نہ کسی طرح آرزتک واپس آ گئے۔اور کچھ تو وہ تھے جو اُس پاگل لڑکی نے اب تک اپنے سینے سے لگائے رکھے تھے، نجانے کہاں؟ وہ تب کی بات ہے جب اُسے پھولوں سے محبت ہو گئی تھی۔ وہ تمام پھول پھر آرز حسن تک کبھی نہ لوٹے لیکن آرز کو عادت ہو گئی تھی ہر سالگرہ پر ایک پھول قید کر لینے کی، سو وہ ہر مرتبہ ایک جیسے دو پھول لاتا۔ایک تو اُس پاگل لڑکی تک پہنچا دیا جاتا جب کہ ایک اس ڈائری کی زینت بن جاتا۔

پھر کچھ پھول ایسے بھی تھے جو وہ اُسے اپنے سامنے ہوتے ہوئے بھی نہ دے پایا تھا، اُسے خود سے دور جو کر چکا تھا لیکن پھولوں کی گنتی میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔وہ پھر بھی ہم جنس دو پھول ہی منگواتا جن میں سے ایک ایک پھول تو باخوشی تمام عمر قید کی سزا سن کر مچل جاتے اور دوسرے کانچ کے ڈبوں میں قید اپنی رہائی کا پروانہ سننے کو اب تلک بے تاب تھے۔وہ اُنہیں ہمیشہ کانچ کی ڈبیہ میں قید کر حیام کو دیتا، شاید اُسے اچھا لگتا تھا کہ وہ تمام عمر پھولوں کو آزادی نصیب کرتی رہے۔بس کچھ ہفتے اور، پھر ان پھولوں میں مزید ایک اور پھول کا اضافہ ہونے والا تھا، آہ!!!

❤ جاری ہے ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین